تحریر:- حافظ محمد صادق

مصائب میں ڈوب جائے تو صاحب ایمان کیا کرے؟

عقلمند انسان رہنمائیوں کے تناظر میں حق کو قبول کرنے کا فیصلہ کرتا ہے

خالق کائنات نے اس دنیا میں پائی جانے والی تمام مخلوقات میں حضرت انسان کو سب سے اعلیٰ اشرف اور بڑھیا مخلوق بنایا ہے۔ اس انسان کو عقل احساس اور ادراک کی صفات سے نوازا ہے۔ اسے کھرے کھوٹے کی تمیز کی صفت دی گئی ہے۔ اسے حق و باطل کو سمجھ کر اختیار کرنے کی آزادی دی ہے۔ اسی آزادی و اختیار کی بنیاد پر انسان حق کو قبول کرتا ہے۔ تو باآسانی اسے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ حق کا راستہ صرف اور صرف اسلام کا راستہ ہے۔ کیونکہ قرآن نے اسے بتلایا ہے کہ زندگی گزارنے کا طریقہ خالق کائنات کے نزدیک صرف اور صرف اسلام ہے اور انسانوں کے لئے خالق کائنات کی رضامندی کا اعلان بھی اسلام ہی میں بتلایا گیا ہے۔ بلکہ دوٹوک الفاظ میں بے غبار یہ بات بتائی گئی ہے کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور طریقہ کوئی انسان بھی اللہ کی جناب میں پیش کرنا چاہے۔ اس سے ہرگز وہ طریقہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ عقلمند انسان رہنمائیوں کے تناظر میں حق کو قبول کرکے اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے۔ ساری زندگی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ اپنے دن رات کے تمام لمحات میں اپنے ہر ہر کام میں اسلامی احکامات پر عمل کرے اور اس سلسلے کی اپنی تمام کوتاہیوں' کمزوریوں اور مجبوریوں غلطیوں کی معافی چاہے۔ ایسا انسان جو اسلام کو قبول کرکے تمام زندگی اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر ثابت قدم رہتا ہے۔ اس کی خالق کائنات کی طرف سے مدد کی جاتی ہے۔ اس دنیا میں بھی اور اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں بھی۔ یہ اللہ کا ایسا دوست بن جاتا ہے جس کے ہر کام میں آسانیاں پیدا کی جاتی ہیں اور ہر تنگی اور مصیبت میں راستے نکال کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی زندگی خوف اور غم سے پاک کر دی جاتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی اس انسان سے دشمنی رکھتا ہے تو خالق کائنات کی طرف سے اعلان جنگ کردیا جاتا ہے۔ حق کا پورا نظام اس کی موافقت میں کردیا جاتا ہے۔ لیکن ایسا ہونے سے پہلے قرآن و حدیث کی رہنمائی کے مطابق مختلف طور طریقوں سے اس کی آزمائش کی جاتی ہے۔ یہ آزمائشیں اس کی اپنی ایمانی حالت کے مطابق ہوتی ہیں۔ سب سے زیادہ بلاؤں اور آزمائشوں میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مبتلا کئے جاتے ہیں۔ اسکے بعد جو انکے قریب ہوں اور انکے بعد جو ان سے ایمانی حالتوں میں قریب تر ہوں۔ کسی بھی انسان کی آزمائش اس کی استعداد سے زائد نہیں ہوتی۔

ان آزمائشوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے انسان کو دو ہتھیار دیئے گئے ہیں۔ ایک صبر دوسرا اللہ سے مدد چاہنا۔ قرآن مقدس کے مطابق یہی دو ہتھیار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرعون اور فرعونیوں کی زیادتیوں کے مقابلہ میں عنایت فرمائے تھے۔ یہی دو چیزیں حضور ﷺ کے ذریعے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ملتی ہیں۔ یہی تلقین رسول اللہ ﷺ یاسرؓ اور ان کے خا فرمایا کرتے تھے۔ یہی بات اللہ،

> حضور اکرم ﷺ کا طرز عمل اور اسوہ اس باب میں یہی ہے کہ جب کوئی سخت امر' ناگوار بات' خرچ کی تنگی وغیرہ پیش آتی تھی فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے صحابہ کرام نے بھی یہی عمل آپؐ سے سیکھا اور ساری زندگی اسی کو اپنایا۔

اپنے بندوں کو قیامت تک کے لئے ارشاد فرمائی ہے کہ اے ایمان والو! مدد حاصل کرو نماز اور صبر کے ذریعے بے شک میری معیت میری حمایت میری نصرت صابرین (صبر کرنے والوں) کے ساتھ ہے۔ لہذا ہر صاحب ایمان یہ نصب العین بنالیتا ہے کہ وہ ہمہ وقت اللہ ہی سے مدد چاہتا ہے اور عفو وعافیت کے مطالبے کے ساتھ خندہ پیشانی سے آنے والی ہر مصیبت اور آزمائش کو برداشت کرتا ہے۔ ہر اعتبار کی کمی و نقصان کو یہ کہہ کر برضا ورغبت برداشت کرتا ہے کہ میں خود بھی اللہ کا ہوں اسی کے لئے ہوں جیسے یہ اس کی دی ہوئی چیز مجھ سے علیحدہ ہو کر اللہ کی طرف لوٹ گئی اسی طرح میں خود بھی اس دنیا سے ایک دن اپنوں سے علیحدہ ہو کر اسی کی

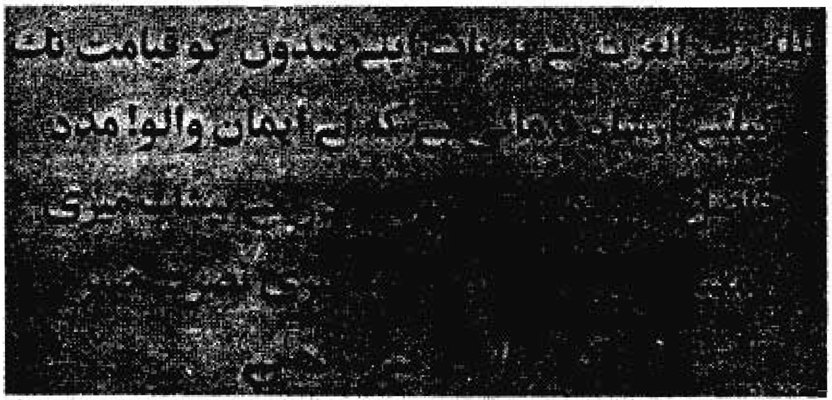

طرف لوٹنے والا ہوں۔ صاحب ایمان کو اس سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جس میں سر فہرست بے مقصد اور لا حاصل غموں اور پریشانیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اللہ کی طرف دھیان پڑتا ہے۔ اس کی مدد کے طلب کرنے کی وجہ سے نعم البدل ملتا ہے اور رحمتوں کا حصول ہوتا ہے۔ ہدایت یافتوں کی فہرست میں جگہ پاتا ہے۔ لہذا ہر ہر صاحب ایمان کو درج ذیل اقدامات کرتے رہنا چاہئے۔

۱۔ صبر

کسی بھی قسم کا کوئی نقصان ہو جائے۔ ہائے واویلا مچانے کی بجائے صبر وتحمل سے اسے برداشت کرنا چاہئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہئے۔

۲۔ استعانت باللہ

اللہ رب العزت سے اس حالت کے دور ہونے کیلئے مدد مانگنی چاہئے۔ اسکے علاوہ اس حالت کے دور کرنے والی ہستی کوئی نہیں ہے۔ اسباب اختیار کرنے کے باوجود نظر اور یقین اسی کی ذات سے وابستہ رہنا چاہئے۔

۳۔ نماز

اللہ سے مدد مانگنے اور چاہنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ نماز ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا طرز عمل اور اسوہ اس باب میں یہی ہے کہ جب کوئی سخت امر ناگوار بات خرچ کی تنگی وغیرہ پیش آتی تھی۔ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گھر والوں کو بھی حکم فرماتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی یہی عمل آپ ﷺ سے سیکھا تھا۔ ساری زندگی اسی کو اپنایا تھا۔ لہذا ہر ضرورت اور تکلیف کے موقعہ پر مکروہ وقت کی رعایت کرتے ہوئے صلوۃ الحاجات کی نیت سے کم از کم دو رکعات ضرور پڑھنی چاہئے۔ روزانہ کا یہ معمول بن جائے تو یہ نور علی نور ہے۔

۴۔ استغفار

ہر تکلیف کے موقعہ پر توبہ واستغفار کرتے ہوئے اپنے گناہوں پر نظر کی جانی چاہئے اور عزم صحیح کیساتھ ان گناہوں کو چھوڑنا چاہئے فوری ہمت نہ ہو تو ارادہ کر کے اسکے چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ گناہ سمجھتے ہوئے اس میں کمی کرنیکا عمل فوری شروع کر دینا چاہئے۔ روزانہ کے معمول میں کم از کم سو مرتبہ توبہ استغفار کو شامل کرنا چاہئے۔ ورنہ کم از کم رات کو سوتے وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے دن بھر کے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔

۵۔ دعاء

دعا ہی اصل عبادت ہے اپنے آپ کو محتاج سمجھتے ہوئے اس قادر مطلق سے دعا قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگنی چاہئے۔ اس کی پناہ میں رہنے کی ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہئے۔

۶۔ خیرات وصدقات

بلاؤں کو دور کرنے میں خیرات اور صدقات کو بہت بڑا دخل ہے۔ لہذا اپنی حیثیت کے مطابق زکوۃ کے علاوہ بھی خیرات و صدقات کے ذریعے ضرورت مندوں کی امداد کرنی چاہئے۔ خصوصاً کسی بھی مصیبت کے وقت اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس باب میں پیشہ وروں سے زیادہ سفید پوشوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۷۔ درود شریف

درود شریف کا اہتمام اس باب میں بہت ہی زیادہ نافع ہے۔ انتہائی بے ضرر اور نفع بخش وظیفہ ہے اور ہر وقت ورد زبان رکھا جاسکتا ہے۔ لہذا زیادہ سے زیادہ اس کا معمول رکھنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆